احکام الجنائز

فضیلۃ الاستاذ الشیخ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ
ترجمہ :۔ مولانا شبیر احمد نورانی

۵ - قریبی رشتہ داروں کے واجبات

۱۹ - میت کے قریبی رشتہ داروں کو جب خبر وفات ملے تو دو باتوں پر ضرور عمل کریں۔

اولا - تقدیر پر صبر و رضا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین (۱۵۵) الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون (۱۵۶) اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون (۱۵۷) ؎۲

اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے انہیں خوشخبری دے دو۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی۔ اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، کا بیان ہے کہ۔

مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بامرأۃ عند قبر وھی تبکی، فقال لہا۔
"اتقی اللہ واصبری"۔

فقالت: الیک عنی فانک لم تصب بمصیبتی! قال: ولم تعرفہ! فقیل لہا: ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فاخذھا مثل الموت، فاتت باب رسول اللہ علیہ وسلم ولم تجد عندہ بوابین، فقالت: یا رسول اللہ انی لم اعرفک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
"ان الصبر عند اول الصدمۃ" ؎۳

؎۱ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب سند بالکل صحیح ہے۔ وسنن النسائی۔ کتاب الجنائز باب۔

؎۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷۔ ؎۳ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور صحیح مسلم کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ سے ڈرو اور صبر کر" ۔ اس نے کہا تم دور رہو، تمہیں میری مصیبت کا کیا پتہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں پھر اسے بتایا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو بہت گھبرائی چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور وہاں چوکیدار بھی نہ پائے تو حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بلاشبہ صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے،،

اولاد کی وفات پر صبر کرنا بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے اس بارے میں کئی احادیث ہیں چند ایک ذکر کرتا ہوں:۔

ا ما من مسلمین یموت لھما ثلاثہ من الولد لم تبلغوا الحنث الا ادخلھم اللہ وابویھم الجنۃ بفضل رحمۃ قال ویکونون علی باب من ابواب الجنۃ، فیقال لھم ادخلوا الجنۃ، فیقولون حتی یجیئ ابوانا، فیقال لھم: ادخلوا الجنۃ انتم وابوآکم بفضل رحمۃ اللہ[1]

ب ایما امراۃ مات لھا ثلاثۃ من الولد کانوا حجاباً من النار قالت امراۃ واثنان؟ قال "واثنان"[2]

"جن والدین کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں، اللہ تعالیٰ انہیں والدین کے ہمراہ اپنے فضل سے جنت میں داخل کر دے گا۔ وہ بچے جنت کے دروازے پر ہوں گے۔ جب انہیں کہا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ تو وہ جواباً کہیں گے۔ والدین کے آنے پر جائیں گے،، انہیں دوبارہ کہا جائے گا کہ اللہ کے فضل سے تم اپنے والدین سمیت جنت میں داخل ہو جاؤ"

جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے وہ آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے دریافت کیا دو کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دو

ثانیاً۔ کہ وہ انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھیے اور حسب ذیل دعا پڑھے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔

---

[1] سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب من توفی لہ ثلاثۃ۔ امام الالبانی نے اس حدیث کو بخاری مسلم کی شروط کے مطابق صحیح کہا ہے [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب۔

اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا [1]

"اے اللہ میری تکلیف پر مجھے صبر عطا کر اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر"

۲۰۔ عورت کے لیے بطور افسوس ہر قسم کی زینت سے اجتناب صبر کے منافی نہیں ہے۔ اپنے بچے یا عزیز کے لیے تین روز تک سوگ منا سکتی ہے البتہ خاوند کے لیے چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

لحدیث زینب بنت ابی سلمۃ قالت دخلت علی ام حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔

لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث، الا علی زوج اربعۃ اشھر وعشراً [2]

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام حبیبہ رض کے پاس حاضر ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی مرنے والے کا تین روز سے زیادہ سوگ نہ منائے البتہ اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

پھر میں زینب بنت جحش کے پاس آئی۔ جن دنوں ان کا بھائی فوت ہوا تھا۔ اس نے خوشبو منگوا کر لگائی پھر کہا مجھے خوشبو کی ضرورت تو نہیں تھی البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ... " (مذکورہ بالا حدیث نقل کی)

۲۱۔ لیکن اگر خاوند کی رضامندی اور خواہش کے پیش نظر (خاوند کے علاوہ) کسی دوسرے کا سوگ نہ منائے تو یہ بہت بہتر ہے۔ نتیجہ اس کے لیے بہت بھلائی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ ام سلیم رض ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہما کے ساتھ پیش آیا۔ یہ واقعہ بہت طویل ہے اگر اختصار پیش نظر نہ ہوتا تو ضرور ذکر کرتا تفصیلات اصل کتاب میں ملاحظہ فرمالیں [3]

۶۔ اعزہ و اقارب کے لئے ممنوعات

۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی کام حرام قرار دیئے ہیں مگر اکثر لوگ ماضی میں ان کے مرتکب ہوتے رہے اور زمانہ حال میں بھی ان سے باز نہیں آتے جبکہ ان کی واقفیت اور ان سے بچنا انتہائی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبۃ

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب احداد المرأۃ علی غیر زوجھا۔

[3] ملاحظہ ہو ص ۲۴، ۲۵، ۲۶۔

ضروری ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ نوحہ کرنا، اس سے متعلق کئی احادیث ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اثنتان فی الناس هما بهم کفر: الطعن فی النسب، والنیاحة علی المیت"

"مسلمانوں میں دو کفریہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ نسب کا طعنہ دینا اور میت پر نوحہ کرنا،،

ب، ج منہ پیٹنا، گریبان چاک کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

لیس منا من لطم الخدود، وشق الجیوب، ودعی بدعوی الجاهلیة

جس نے منہ پیٹا۔ گریبان چاک کیا، جاہلیت کی باتیں کیں اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

د بال منڈوانے (بطور اظہار غم) حضرت ابوبردہ بن حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ۔

وجع ابو موسیٰ وجعاً فغشی علیه، ورأسه فی حجر امرأة من اهله، فصاحت امرأة من اهله، فلم یستطع ان یرد علیها شیئا، فلما أفاق قال۔ أنا بریئ ممن بریئ منه رسول الله صلی الله علیه وسلم فان رسول الله صلی الله علیه وسلم بریء من الصالقة[۳] والحالقة والشاقة"

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیف کے بعد غشی طاری ہوگئی، اس وقت ان کا سر اپنی بیوی کی گود میں تھا۔ تو وہ چلائی حضرت ابوموسیٰ اسے روک نہ سکے جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا۔ میں بھی اس کام سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے زار رہے ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے چیخنے والی، بال نوچنے والی، (شدت غم اور بے صبری کی وجہ سے) یا سر منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بے زار تھے۔

ھ بالوں کو پراگندہ کرنا، ایک عورت کی روایت ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، کہ۔ کان فیما اخذ علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المعروف الذی أخذ علینا ان لا نعصیه فیه وان لا نخمش وجها ولا ندعو ویلا ولا نشق جیبا، وان لا ننشر شعرا[۴]"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن بھلے معاملات میں ہم سے معاہدہ لیا تھا۔ ان میں سے اس بات پر بھی معاہدہ لیا تھا ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ چہرہ نہیں نوچیں گی، واویلا نہیں کریں گی

۱؎ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ۳۲

۲؎ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب ۴۴

۳؎ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماینہی عن الحلق عند المصیبة۔

۴؎ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، سند صحیح ہے۔

گریبان چاک نہیں کریں گی، اور بالوں کو پراگندہ نہیں کریں گی۔"

و۔ چند دن تک میت کے اظہارِ افسوس کی خاطر داڑھی نہ مونڈنا، اور وہ دن گذر جانے پر دوبارہ داڑھی مونڈھ لینا یہ عمل بھی بال پراگندہ کرنے کے مترادف ہے اور پھر یہ بدعت بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

کل بدعة ضلالة، وکل ضلالة فی النار۔

"ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے"

ذ۔ بغرض تشہیر کسی کی وفات کا اعلان اہم مقامات پر کرنا کیونکہ یہ "نعی" میں شامل ہے۔
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ۔

ثبت عن حذیفہ بن الیمان انه کان اذا مات له المیت قال: لا تؤذنوا به احدا[۲]۔
انی اخاف ان یکون نعیا، انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ینهی عن النعی۔"

"جب کوئی مر جاتا تو کہتے تھے "کسی کو اطلاع نہ کرنا مجھے خدشہ ہے کہ یہ "نعی"[۳] میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ "نعی" سے منع کرتے تھے۔

۸۔ اعلان وفات کا جائز طریقہ

۳۲۔ وفات کی اطلاع کرنی جائز ہے بشرطیکہ وہ جاہلانہ رسم کے مطابق نہ ہو اور اگر غسل، تکفین اور نماز کے لئے کوئی بھی نہ ہو تو اطلاع کرنی واجب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیه ... الحدیث[۴]
جس روز نجاشی فوت ہوا اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع وفات عام مسلمانوں

---

[۱] سنن النسائی، کتاب العیدین، باب کیفیت الخطبة، سند صحیح ہے۔

[۲] سنن الترمذی کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراهیة النعی، سند قابلِ اعتماد ہے۔

[۳] دورِ جاہلیت کا یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کر دیا جاتا کہ وہ بازاروں اور گلی کوچوں میں جائیں اور رو رو کر اس کی وفات کا اعلان کریں۔ اور مرنے والا جتنی اہم شخصیت ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا، اس عمل کو "نعی" سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ (المترجم، غفر اللہ له ولوالدیه وبارک اللہ فی حیاتهما بالخیر والایمان)

[۴] صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی المیت بنفسه صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب فی التکبیر علی الجنازة۔

کو کی "۔ ۔ ۔ ۔ الحدیث
۲۴۔ بہتر یہ ہے کہ اطلاع کرنے والا لوگوں سے درخواست کرے کہ وہ مرنے والے کے حق میں دُعا کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کے بعد فرمایا۔

استغفروا لاخیکم [۱]

اپنے بھائی کے حق میں استغفار کرو۔ ۔ ۔ ۔ الحدیث

اس دور میں بعض لوگ کہتے ہیں۔کہ فلاں کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ پڑھو، یہ کہنا سنت کے منافی ہے۔اور بدعت بھی کیونکہ کسی کی تلاوت سے مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اس مسئلہ کی تفصیل انشاء اللہ بیان ہوگی [۲]

---

[۱] مسند امام احمد ج ۴، ص ۲۰۰، سند قابل اعتماد ہے۔
[۲] ملاحظہ ہو مسئلہ ۱۲ (اسی کتاب سے)

بقیہ :- درس قرآن

وہ بھی آیا کہ شیخ ابن عربیؒ امام اور شیخ اور صدیق کہلانے لگے اور ان کا مقبرہ زیارت گاہ بن گیا۔
(ماہنامہ الابقاء ص ۱۴۹ ماہ مئی ۱۹۸۵ء)

حضرت تھانوی مرحوم نے کمال سے عقیدہ وحدۃ الوجود کے منکرین کو جہال اور اس عقیدہ کے حاملین کو علماء قرار دیا ہے۔ اس پر کسی کو حیرانی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ انھوں نے اس میں بھی حقیقت ہی کی طرف داری کی ہے اور ایک حنفی مقلد سے اس کی توقع ہونی چاہیے۔

بہر حال بات طویل ہوگئی۔مقصود یہ تھا کہ قرآن مجید کے ایک ایک حرف اور ایک ایک آیت کی طرح سورۃ عنکبوت کی یہ آیت بھی عقیدہ وحدت الوجود کی نفی پر دلیل ہیں۔ کیونکہ آزمائش و ابتلاء میں ڈالنے والے اور آزمائش و ابتلاء کا شکار ہونے والے کا ایک ہی وجود نہیں ہوسکتا۔جس طرح عابد و معبود اور خالق و مخلوق ایک نہیں ہوسکتے اسی طرح فتان و مفتون کا ایک ہونا محال ہے۔